چلوسکے ملوسکے اور
گلاب شہزادی
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

ناشران ---- اشرف قریشی

---- یوسف قریشی

پرنٹر ---- محمد یونس

طابع ---- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ---- /5 روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو آجکل مختلف ملکوں کی سیر کرتے پھر رہے تھے۔ ڈمبالو کو آدم زاد کی دنیا دیکھنے کا بیحد شوق تھا اور جب بھی اُسے کوئی نئی چیز نظر آتی تو وہ بیحد خوش ہوتا اور پھر چلوسک ملوسک کی سوالات کر کرکے جان کھانا شروع کر دیتا۔ چلوسک ملوسک ڈمبالو کو بہت سمجھاتے مگر اس کے موٹے دماغ میں کوئی بات سیدھی طرح بیٹھتی ہی نہیں تھی۔

گھومتے پھرتے چلوسک ملوسک اور ڈمبالو ایک ایسے شہر میں جا پہنچے جہاں کے لوگ بے حد غمزدہ نظر آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ہر شخص کسی کی موت کا سوگ منا رہا ہو۔ یہ ایک

چھوٹا سا قلعہ نما شہر تھا۔ اس کی آبادی بیس پچیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ یہاں کے لوگ بہت سادہ اور معصوم تھے۔ چلوسک سے جب ان کے غمزدہ چہرے نہ دیکھے گئے تو اس نے ایک بوڑھے شخص سے پوچھ ہی لیا۔

"بابا! کیا بات ہے۔ سارے شہر کے لوگ کیوں غمزدہ ہیں؟"

"تم پردیسی ہو نوجوان! اس لئے تمہیں نہیں معلوم کہ ہم پر کیا گزری ہے۔ ہم پر تو قیامت ٹوٹ چکی ہے" بوڑھے نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"قیامت ٹوٹ چکی ہے تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے اسے جوڑ لو" ڈمبالو نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سنکر بوڑھا اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیا قیامت ٹوٹی ہے بڑے میاں! کچھ ہمیں بھی بتاؤ"؟ چلوسک نے پہلی بار زبان کھولی۔

"کیا بتاؤں نوجوانو! میرا دل غم سے پھٹا جا رہا ہے" باتونی بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھٹا جا رہا ہے تو ہوا کم کر دو" ڈمبالو پھر بول پڑا۔

"ہوا کم کر دوں۔ آخر تمہارا کیا مطلب ہے؟ کیا تم پاگل ہو؟" بوڑھے نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا؟ مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ مجال" ڈمبالو کو بھی غصہ آگیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بوڑھے کی گردن پکڑلی اور اسے یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھا لیتے ہیں۔

"ارے ارے چھوڑ دو اسے۔ یہ مر جائے گا" چلوسک طوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے بوڑھے کو چھوڑ دیا۔

بوڑھا زمین پر گر کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ ڈمبالو کی ہلکی سی گرفت سے اس کا دم گھٹ گیا تھا اور آنکھیں باہر ابل آئی تھیں وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔

"ہمیں افسوس ہے بڑے میاں کہ تمہیں تکلیف پہنچی۔ یہ ہمارا ساتھی ذرا موٹے دماغ کا مالک

ہے۔" چلوسک نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر پاگل
کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا کہ کہیں ڈمبالو پھر
نہ بھڑک اٹھے۔

"اس نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ اوہ!
بڑی طاقت ہے اس کے پاس۔" بڈھے نے گردن
مسلتے ہی جواب دیا۔

"تم ہمیں بتاؤ کہ تم لوگوں پر کیا قیامت ٹوٹی
ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم لوگ کچھ کرسکیں۔" موسک
نے پوچھا۔

"ہمارے بادشاہ کی ایک ہی لڑکی تھی۔ گلاب
شہزادی۔ بے حد پیاری، بے حد رحمدل اور بے حد اچھی
دو روز پہلے کالے جنگل کے پار رہنے والی جادوگر
قوم کے آدمی یہاں آئے۔ ان کے پاس آگ اگلنے
والی لکڑیاں تھیں اور وہ لوہے کے بڑے بڑے
گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا
کہ وہ گلاب شہزادی کو ان کے حوالے کردے
جب بادشاہ نہ مانا تو انہوں نے آگ اگلنے
والی لکڑیوں سے ہم پر آگ کی بارش کر دی
اور گلاب شہزادی کو زبردستی اٹھاکر لے گئے۔ بادشاہ
گلاب شہزادی کے جانے سے بے حد بیمار ہیں
اور ہم سب بھی بے حد غمزدہ ہیں۔" بڈھے نے اس بار
تمہید باندھنے کی بجائے جلدی جلدی ساری بات
کہہ ڈالی۔

"آگ اگلنے والی لکڑیاں اور بڑے بڑے لوہے
کے گھوڑے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بوڑھا جن لوگوں
کا ذکر کر رہا ہے وہ خاصے ترقی یافتہ ہیں۔" موسک
نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! لگتا تو ایسا ہے۔ آگ اگلنے والی لکڑیاں
یقیناً بندوقیں اور پستول ہوں گے اور لوہے کے
بڑے بڑے گھوڑے موٹریں اور جیپیں ہوسکتی ہیں۔"
چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"بڑے میاں! تم ہمیں اپنے بادشاہ سے ملواؤ
ہوسکتا ہے کہ ہم گلاب شہزادی کو واپس لے
آئیں۔" چلوسک نے بڈھے سے مخاطب ہوکر کہا

"آؤ میرے ساتھ۔" بڈھے نے خوش ہوتے
ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لے کر شہر کے شمالی
کونے کی طرف چل پڑا۔

شہر کے لوگ انہیں بڑی حیرت سے دیکھ

رہے تھے کیونکہ چلوسک ملوسک نے جو لباس
پہن رکھے تھے وہ ان کے لیے عجیب و غریب
تھے۔ مختلف بازاروں سے گزرنے کے بعد وہ
ایک بڑی سی عمارت کے سامنے جاکر رک گئے
یہ شاید شاہی محل تھا کیونکہ اس کے بڑے
دروازے پر بہت سے دربان ہاتھوں میں تلواریں
لیے کھڑے تھے۔

بوڑھے نے دربانوں کے قریب جاکر ان سے
کوئی بات کہی تو ایک دربان تیزی سے اندر
چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے آکر
پھاٹک کھول دیا۔

"بادشاہ سلامت اپنے کمرۂ خاص میں ان لوگوں
سے ملیں گے"۔ دربان نے بوڑھے سے مخاطب
ہوکر کہا اور بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے چلوسک
ملوسک سے آگے بڑھنے کو کہا۔

محل میں داخل ہوکر مختلف کمروں سے گزرنے
کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔
جہاں ایک پلنگ پر بوڑھا بادشاہ لیٹا ہوا تھا۔
اور شاہی حکیم اور وزیر اس کے قریب کھڑے تھے

بادشاہ کے چہرے پر غم کے آثار چھائے
ہوئے تھے۔

چلوسک ملوسک نے بادشاہ کو سلام کیا تو
بادشاہ نے انہیں قریب پڑی ہوئی کرسیوں پر
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"
بادشاہ نے پوچھا۔

"ہم مسافر ہیں اور گھومتے پھرتے آپ کے
شہر میں آنکلے ہیں۔ ہم نے جب اس شہر
کے ہر آدمی کو غمزدہ دیکھا تو اس بوڑھے سے
پوچھا۔ جس پر بوڑھے نے گلاب شہزادی کے اغوا
کا قصہ سنایا"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا

"ہاں! ہم پر یہ قیامت ٹوٹی ہے ہماری پیاری
بیٹی ان ظالموں نے اغوا کرلی ہے"۔ بادشاہ نے
روتے ہوئے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں بادشاہ سلامت! ہمیں پوری تفصیل
بتائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ گلاب شہزادی کو
واپس لے آئیں"۔ چلوسک نے بادشاہ کو دلاسہ
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم لوگوں کی مہربانی ہے مگر کالے جنگل کے پار رہنے والے بیحد ظالم ہیں اور بہت بڑے جادوگر ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گھوڑے ہیں اور آگ اگلنے والی لکڑیاں۔ تم ان کا مقابلہ کیسے کروگے"؟ بادشاہ نے کہا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ آپ ہمیں کالے جنگل کے پار رہنے والوں کے بارے میں تفصیل سے بتائیں" طوسک نے جواب دیا۔

"کالے جنگل کے پار رہنے والوں کو ہم میں سے صرف ہمارے وزیر نے دیکھا ہے۔ تم ان سے تفصیلات پوچھ لو" بادشاہ نے کہا۔ اور پھر بادشاہ کے اشارے پر قریب کھڑے وزیر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

وزیر کی باتوں سے چلوسک طوسک نے اندازہ لگالیا کہ وہ لوگ ترقی یافتہ ہیں اور ان کے پاس آتشیں ہتھیار بھی ہیں اور جیپیں، موٹریں بھی اور وزیر کی باتوں سے یہ اندازہ بھی لگتا تھا کہ وہ وسیع علاقے میں پھیلے ہوتے ہیں اور وہاں سڑکیں بھی ہیں اور شاندار علاقہ بھی۔ وزیر

کی باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ وہاں بھی کسی بادشاہ کی حکومت ہے۔ وہ بادشاہ بذات خود تو بے حد رحمدل ہے مگر اس کا بیٹا بے حد ظالم اور عیاش ہے۔

"ہم سمجھ گئے بادشاہ سلامت! گلاب شہزادی کو اس بادشاہ کے بیٹے نے اغوا کیا ہوگا۔ ورنہ بادشاہ اگر اچھا نہ ہوتا تو اس کے آدمی کبھی کے آپ کے اس شہر کو فتح کر چکے ہوتے" چلوسک نے کہا۔

"ہاں! وہاں کا بادشاہ بے حد اچھا ہے۔ وہ مجھ سے ملا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں بےفکر رہوں وہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے مگر اس کا ایک بڑا بیٹا بے حد گندہ آدمی ہے اس کا نام جابر ہے۔ میری بیٹی کو اسی نے اغوا کیا ہے"۔ بادشاہ نے سرہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس گلاب شہزادی کی کوئی تصویر ہے"؟ اچانک طوسک نے سوال کیا۔

"ہاں! شاہی مصور نے اس کی ایک تصویر بنائی تھی" بادشاہ نے کہا اور

وزیر نے دوسرے کمرے سے شہزادی کی تصویر
انہیں لادی۔ شہزادی واقعی بے حد خوبصورت تھی۔
"ٹھیک ہے بادشاہ سلامت! اب ہمیں اجازت
دیں۔ ہم انشاءاللہ جلد ہی گلاب شہزادی کو واپس
لے آئیں گے۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ
[illegible] لیکر شاہی محل سے باہر
نکل گئے۔

چلوسک ٹوسک اور ڈمباڑو گلاب شہزادی کے
شہر سے نکل کر جنگل میں گھس گئے۔ یہ جنگل
بے حد گھنا اور تاریک تھا اس لئے ہی اسے
کالا جنگل کہتے تھے وہاں جنگلی جانوروں کی بھی
بے حد کثرت تھی مگر چلوسک ٹوسک کے پستول
اور ڈمباڑو کی طاقت کے سامنے بھلا بیچارے جنگلی
جانور کیا حیثیت رکھتے تھے اس لئے دو دن
مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ صحیح سلامت اس
جنگل کو پار کر گئے۔
جنگل کی دوسری طرف ایک اونچی پہاڑی تھی
جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس پہاڑی کو
پار کرنے میں انہیں ایک دن لگ گیا۔ دوسرے

جب وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو انہیں نیچے ایک جدید ترین شہر نظر آیا۔ میلوں تک خوبصورت عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں جن کے درمیان بڑی بڑی سڑکوں پر موٹریں دوڑتی پھر رہی تھیں۔ موٹر سائیکل بھی خاصی تعداد میں نظر آ رہے تھے۔ اور لوگ خاصے مہذب تھے۔

"اوہ! یہ تو بڑا عجیب و غریب شہر ہے واقعی یہاں تو لوہے کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں۔" ڈمبالو حیرت بھری نظروں سے شہر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ان لوہے کے گھوڑوں کو موٹریں کہا جاتا ہے اور وہ جو دو پہیوں والی گاڑیاں ہیں انہیں موٹر سائیکل کہا جاتا ہے۔" طوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کہا جاتا ہوگا۔ مگر یہ دوڑتی کیسے ہیں"؟ ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ پٹرول سے دوڑتی ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"پٹرول! وہ کیا ہوتا ہے؟ کیا کسی جادو کا نام ہے؟" ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بس جادو ہی سمجھ لو۔ یہ جادو زمین سے

نکلتا ہے۔" طوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر پٹرول نہ کہو۔ زمینی جادو کہو۔" ڈمبالو نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اب اُسے سمجھ آئی ہو۔

"اب یہیں باتیں کرتے رہیں گے یا آگے بھی بڑھیں گے۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں چلو۔" طوسک نے کہا اور پھر وہ پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں پہنچ گئے۔ انہیں دیکھتے ہی بے شمار لوگ ان کے گرد اکٹھے ہوگئے وہ چلوسک طوسک کی بجائے ڈمبالو کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں سے حیرت اُمڈی پڑ رہی تھی۔ اس جیسا دیونما انسان انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور پھر ڈمبالو کی شکل بھی عجیب و غریب تھی اور پھر اچانک ایک جیپ ان کے قریب آ کر رکی اور ایک ایسا آدمی نیچے اتر آیا جس نے وردی پہن رکھی تھی۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی۔

"کیا بات ہے کون ہیں یہ لوگ"؟ اس نے

قریب آتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

اس آدمی کو دیکھتے ہی چلوسک طوسک اور ڈمبالو کے گرد موجود بھیڑ تیزی سے چھٹتی چلی گئی۔

"ہم سیاح ہیں اور گھومتے پھرتے اس شہر میں آ گئے ہیں" چلوسک نے وردی والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم کالے جنگل کی طرف سے آئے ہو؟" وردی والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! ہم وہیں سے آئے ہیں"۔ اس بار طوسک نے جواب دیا۔

"ہم گلاب شہزادی کو واپس لینے آئے ہیں۔ سنا تم نے منحوس ٹوپی والے"۔ اچانک ڈمبالو بول پڑا اس کا لہجہ بھی بے حد سخت تھا۔

"گلاب شہزادی! تم کالے جنگل کے اس پار پرانے قلعے میں رہنے والے بادشاہ کے آدمی ہو؟" وردی والے نے چونک کر کہا۔

"نہیں! ہم اس کے آدمی نہیں ہیں۔ مگر یہ بات درست ہے کہ ہم گلاب شہزادی کو لینے آئے ہیں۔ تم ہمیں اپنے شہزادے جابر کے پاس

لے چلو"۔ چلوسک نے بھی اس بار کھل کر بات کی کیونکہ ڈمبالو اصل بات پہلے ہی کہہ چکا تھا۔

"اوہ! تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے ٹھیک ہے۔ شہزادہ جابر تمہیں قتل کر کے بے حد خوش ہوگا"۔ وردی والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ان سے مخاطب ہو کر بولا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔

پھر چلوسک طوسک اور ڈمبالو جیپ میں سوار ہو گئے اور وردی والے نے جیپ آگے بڑھا دی چلوسک طوسک، تو بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ وہ جیپ کے متعلق سب کچھ جانتے تھے مگر ڈمبالو بڑی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"وہ زمینی جادو کہاں ہے؟ مجھے تو نظر نہیں آ رہا"۔ ڈمبالو نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ اس کے اندر چھپا ہوا ہے"۔ چلوسک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کونسا زمینی جادو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟" وردی والے نے چونک کر پوچھا۔

... [illegible] کرو۔ ہماری باتوں میں دخل مت دو۔" چلوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے شہزادے جابر کا نام نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا زیادہ پسند کرتا۔" وردی والے نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے بیگن کی اولاد! زیادہ بکواس مت کرو ورنہ ایک ہی جھٹکے سے گردن توڑ دونگا۔" ڈمبالو اپنا غصہ ضبط نہ کرسکا اور بول ہی پڑا۔

"ڈمبالو خاموش ہو جاؤ۔ پہلے شہزادہ جابر سے مل لینے دو۔ اچھا ہوا کہ یہ ہمیں وہیں لے جارہا ہے ورنہ نجانے اسے ڈھونڈنے میں کتنا وقت لگتا۔" چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہوکر سخت لہجے میں کہا اور ڈمبالو بُرا سا منہ بناکر خاموش ہوگیا۔

جیپ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت کے سامنے جاکر رک گئی۔ عمارت کے دروازوں اور اس کے ارد گرد فوجی وردیوں میں ملبوس سپاہی ہاتھوں میں پستول

لئے پہرہ دے رہے تھے اور عمارت کے صدر دروازے سے ہٹ کر کافی تعداد میں فوجی جیپیں بھی موجود تھیں۔

وردی والے نے جیپ سے اتر کر دربانوں سے کچھ کہا اور دربانوں نے سر ہلاتے ہوئے پھاٹک کھول دیا۔ وردی والا جیپ اندر لے گیا۔ اندر بھی کافی چوڑی اور طویل سڑک تھی جس کے آخر میں اصل عمارت تھی۔ یہاں بھی ہر طرف فوجی پہرہ دے رہے تھے۔

عمارت کے قریب پہنچ کر وردی والے نے جیپ روک دی اور پھر انہیں نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ نیچے اتر آئے تو اس نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں شہزادہ جابر سے مل آؤں۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر یہ سپاہی تمہیں بھون کر رکھ دیں گے سمجھے۔"

"تم بے فکر رہو، شہزادہ جابر سے ملنے سے پہلے ہم کچھ نہیں کریں گے۔" چلوسک نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور وردی والا سر ہلاتا ہوا عمارت

اندر داخل ہوگیا۔

پولسک ہوسک نے وردی والے کے اندر جانے کے بعد گہری نظروں سے عمارت کا جائزہ لینا شروع کردیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ محل کے حفاظتی انتظامات بہت سخت رکھے گئے ہیں

تھوڑی دیر بعد وردی والا تیز تیز قدم واپس آگیا۔

"آؤ میرے ساتھ! شہزادہ جابر تم سے ملنے پر رضامند ہوگیا ہے۔" وردی والے نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرکے واپس پلٹ پڑا۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جو خوبصورت فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ زمین پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑی کرسی پر ایک بھدی شکل والا نوجوان اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور ان کے کونے بچھو کے ڈنک کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اس کی شکل اور بھی زیادہ کریہہ ہوگئی تھی۔

سامنے قالین پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی بیٹھی رو رہی تھی۔ اس نے سرخ رنگ کی قمیض اور پیلے رنگ کی شلوار پہنی ہوئی تھی۔ گلے میں قیمتی ہار موجود تھے اور ہاتھوں میں بھی سونے کی

ہوئی تھیں۔ اس کے لمبے سیاہ بال کھلے ہوئے تھے اور اس پر پھولوں کا ہار لپٹا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے شہزادے جابر کے سامنے پیش کرنے کے لئے اُسے یہ خوبصورت لباس اور قیمتی زیور پہنائے تھے۔ لڑکی کے چہرے پر غم کے آثار چھائے ہوئے تھے اور رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"گلاب شہزادی! اب تم اپنے ماں باپ اور اپنے شہر کو بھول جاؤ۔ اب تم میرے پاس رہوگی۔ میری کنیز بن کر۔" مونچھوں والے نوجوان نے گلاب شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں نہیں! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میرے شہر بھجوادو۔" گلاب شہزادی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں واپس بھجوانا ہی ہوتا تو میں تمہیں وہاں سے اٹھا کیوں لاتا۔ میں نے تمہیں پہلی بار جنگل میں شکار کھیلتے ہوئے دیکھا تھا جب تم اپنے شہر سے نکل کر اپنی سہیلیوں کے ساتھ سیر میں مصروف تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ میں تمہارے

پاس پہنچتا تم واپس چلی گئی۔ میں نے اس وقت فیصلہ کرلیا تھا کہ تمہیں حاصل کرونگا۔ چنانچہ میں نے تمہارا شہر فتح کرنے کے لئے بادشاہ سے بات چیت کی۔ مگر میرا بوڑھا باپ۔ بے حد نرم دل ہے اس نے انکار کردیا اور مجھے بھی تنبیہ کی کہ میں تمہارا خیال چھوڑ دوں مگر میں بھلا کیسے باز آسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے شہر پر حملہ کردیا اور تمہیں لے آیا اور اب میرے حکم پر تمہیں یہ قیمتی لباس اور زیورات پہناکر میرے سامنے پیش کیا گیا ہے۔" مونچھوں والے نے جو شہزادہ جابر تھا بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"نہیں! میں یہاں نہیں رہوں گی۔ میں واپس جاؤں گی۔" گلاب شہزادی نے روتے ہوئے کہا۔

"سنو! میں تمہیں اب تک نرمی سے سمجھا رہا ہوں۔ اگر تم نہ مانی تو پھر میں زبردستی کرونگا بہرحال تمہیں اب میری کنیز بنکر رہنا پڑے گا۔" شہزادے جابر نے اس بار سخت لہجے میں جواب دیا۔

شہزادی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اور زیادہ زور شور سے رونے لگی۔ پھر اس سے پہلے کہ شہزادہ جابر کچھ کہتا دروازہ کھلا اور ایک دربان اندر داخل ہوا۔ اس نے شہزادے کو جھک کر سلام کیا۔

"کیا بات ہے کیوں آئے ہو؟" شہزادہ جابر نے چونک کر پوچھا۔

"شہزادہ حضور! کوتوال آپ سے ملنا چاہتا ہے۔" دربان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوتوال! اوہ کہیں بادشاہ سلامت تک اس بات کی خبر تو نہیں پہنچ گئی۔ یہ تو بُرا ہوا۔ بادشاہ سلامت تو میرے قتل کا حکم صادر کردیں گے۔" شہزادہ جابر چونک کر کھڑا ہوگیا۔

دربان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس سر جھکائے کھڑا رہا۔

شہزادہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے دربان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کوتوال کو ہمارے حضور پیش کیا جائے۔"

دربان یہ سُن کر تیزی سے واپس پلٹ گیا اور

شہزادے کی سنگ پیشانی پر فکر کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

چند لمحوں بعد وہی وردی والا اندر داخل ہوا جو چوسک، طوسک اور ڈمباو کو ہمراہ لایا تھا۔ اندر آکر اس نے بھی دربان کی طرح جھک کر شہزادے کو سلام کیا۔

"کیا بات ہے کوتوال، تم کیسے آئے ہو۔" شہزادے نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"شہزادہ حضور! سب سے پہلے تو یہ بتادوں کہ مجھے آپ کے اس کارنامے کا علم ہوگیا تھا کہ آپ کالے جنگل کے پار والے شہر کے بادشاہ کی بیٹی کو اٹھا لائے ہیں مگر چونکہ میں آپ کا وفادار ہوں اس لئے میں نے یہ بات بادشاہ تک نہیں پہنچائی۔" کوتوال نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم نے اچھا کیا۔ اور اب شاید تم اپنا انعام لینے کے لئے آئے ہو۔" شہزادے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے گلے میں پہنا ہوا انتہائی قیمتی ہار اتار کر کوتوال کی طرف

پھینک دیا۔ کوتوال نے ہار جھپٹ لیا اور جھک جھک کر سلام کرنے لگا۔

"تمہیں اور بھی انعام دیا جائیگا اور بادشاہ کے مرنے کے بعد جب میں بادشاہ بنوں گا تو تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو جائیگی"۔ شہزادے نے مونچھ مروڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کی کرم نوازی ہے جناب! میں یہاں صرف انعام لینے ہی نہیں آیا بلکہ ایک ایسے خطرے کو بھی گھیر لایا ہوں جو اگر آزاد رہ جاتا تو یہ خبر فوراً بادشاہ سلامت تک بھی پہنچ جاتی اور پھر آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا"۔ کوتوال نے کہا۔

"اوہ خطرہ! کیسا خطرہ؟" شہزادہ بُری طرح چونک پڑا۔

"جناب! کالے جنگل کی طرف سے تین آدمی آج شہر میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے دو لڑکے ہیں جنہوں نے مہذب دنیا جیسے لباس پہن رکھے ہیں اور تیسرا دیونما عجیب و غریب شکل والا انسان ہے جس نے صرف سرخ رنگ کا زیر جامہ پہن رکھا ہے۔ وہ گلاب شہزادی کی تلاش میں آئے ہیں۔

اس سے پہلے کہ کسی دوسرے سے وہ بات کرتے، میں انہیں جیپ میں بٹھا کر یہاں لے آیا ہوں تاکہ آپ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے اس خطرے کو دور کر دیں۔ وہ اس وقت محل کے اندر موجود ہیں"۔ کوتوال نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! تم نے واقعی حقِ نمک ادا کر دیا ہے۔ اب تمہارا انعام بڑھ گیا ہے"۔ شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر گلے میں پہنے ہوئے دو اور قیمتی ہار بھی اتار کر اس کی طرف پھینک دیئے۔

"تمہیں اور بھی انعام ملے گا۔ تم واقعی ہمارے وفادار ہو۔ میں جب بادشاہ بنوں گا تو تمہیں اپنا وزیر بناؤنگا۔ اب تم ان تینوں کو ہمارے حضور پیش کرو۔ ہم دیکھیں کہ وہ کون لوگ ہیں"۔ شہزادے نے کہا اور کوتوال سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

اس کے کمرے سے جانے کے بعد شہزادہ جابر گلاب شہزادی سے مخاطب ہو کر بولا۔

"دیکھو! تمہارے باپ نے دو لڑکے اور ایک وحشی

تمہیں لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اب تم دیکھنا کہ میرے ہاتھوں ان کا کیا حشر ہوتا ہے!

"خدا کے لئے مجھے واپس جانے دو۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی"۔ شہزادی نے ایک بار پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

شہزادے نے جواب دینے کی بجائے زور سے قہقہہ مارا۔ اور پھر زور سے تالی بجائی۔ اور دوسرے لمحے دروازے سے پانچ فوجی اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ وہ اندر آکر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔

"تم یہیں کمرے میں ٹھہرو۔ ابھی ہمارے تین دشمن یہاں آئیں گے۔ جب ہم تمہیں حکم دیں تو انہیں گولیوں سے چھلنی کر دینا"۔ شہزادے نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور"۔ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ کمرے میں بکھر کر دیواروں کے قریب کھڑے ہوگئے اور انہوں نے پستول اس انداز میں پکڑ لئے کہ اگر انہیں چلانا پڑے تو ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ ہو۔

گلاب شہزادی خوفزدہ انداز میں ایک طرف سمٹ گئی۔

شہزادہ جابر کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پھر چلوسک سب سے پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد ملوسک اور آخر میں ڈمبالو اندر داخل ہوا۔ شہزادہ جابر ان تینوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ خاص طور پر ڈمبالو پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔

چلوسک نے طائرانہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر ایک کونے میں بیٹھی ہوئی گلاب شہزادی کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس کی تصویر تو وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اُسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

"کیا تم ہی گلاب شہزادی ہو"؟ چلوسک نے شہزادے سے مخاطب ہونے کی بجائے شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! میں ہی گلاب شہزادی ہوں"۔ شہزادی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے ہو"؟ شہزادے

نے خود ہی انہیں مخاطب ہوکر بڑے کڑکدار لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا بھائی طوسک ہے۔ یہ ہمارا ساتھی ڈمبالو ہے۔ تم شاید شہزادہ جابر ہو" چلوسک نے شہزادے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہم یہاں کے ولی عہد اور شہزادہ جابر ہیں کوتوال نے ہمیں بتایا ہے کہ تم گلاب شہزادی کو ہم سے چھیننے آئے ہو" شہزادے نے عادت کے مطابق مونچھ کی نوک کو مروڑتے ہوئے بڑے متکبرانہ انداز میں جواب دیا۔

"تمہارے کوتوال نے تمہیں درست بتایا ہے ہم شہزادی گلاب کو لینے آئے ہیں۔ چلو شہزادی چلیں۔ تمہارا باپ تمہارے غم میں خاصا بیمار ہوچکا ہے" چلوسک نے بڑے لاپرواہانہ انداز میں کہا

"اوہو! خاصے بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو لڑکے، تمہاری موت تمہیں یہاں لے آئی ہے اب تم زندہ اس کمرے سے واپس نہیں جاسکتے" شہزادے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے شہزادے! ہم جب کسی بات کا ارادہ کریں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہمارے راستے میں حائل نہ ہو ورنہ ہم تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتے" چلوسک نے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے لڑکے! اب یہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی" شہزادے نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آدمیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور ان سب نے پستول سیدھے کرلئے۔ مگر چلوسک طوسک بھی پوری طرح ہوشیار اور چوکنے تھے ان دونوں کے ہاتھ جیبوں میں موجود پستولوں پر ہی تھے چنانچہ شہزادے کے فقرہ مکمل ہوتے ہی ان دونوں نے انتہائی تیزی سے پستول نکالے اور پھر اس سے پہلے کہ شہزادے کے ماتحت پستولوں کے ٹریگر دباتے، ان دونوں نے پستولوں کے رخ ان کی طرف کرکے

ٹریگر دبا دیئے اور سرخ رنگ کی شعاعوں نے
پستولوں سے باہر نکلتے ہی کمرے میں قیامت برپا
کر دی۔ زبردست دھماکے ہوئے اور شہزادے کے
تمام ملازموں کے پرخچے اڑ گئے۔

ادھر ڈمبالو نے بڑی پھرتی سے شہزادے جابر
کی گردن پکڑ لی اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک
ملوسک اسے روکتے۔ اس نے بڑی پھرتی سے شہزادے
جابر کی گردن مروڑ دی اور شہزادہ جابر کی چیخ بھی
نہ نکل سکی۔

"جلدی کرو ڈمبالو! گلاب شہزادی کو اٹھا لو اب
ہمیں ہر قیمت پر اس محل سے باہر نکلنا ہے۔"
چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے پھرتی سے
گلاب شہزادی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا اور پھر
وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔

باہر نکلتے ہی چلوسک ملوسک نے پستولوں کے
فائر کئے اور پھر وہ سب برآمدے میں بائیں طرف
بھاگنے لگے۔ ڈمبالو لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ان
سب سے آگے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ برآمدہ پار کر آئے اور اب

وہ اس محل کے پائیں باغ میں آ گئے تھے۔ یہاں
بھی دس بارہ فوجی موجود تھے۔ مگر اس سے
پہلے کہ وہ سنبھلتے، چلوسک ملوسک کے پستولوں نے
ان کے پرخچے اڑا دیئے اور وہ دوڑتے ہوئے
پائیں باغ کی دیوار کی طرف بڑھے۔ یہ دیوار
خاصی اونچی اور مضبوط تھی مگر چلوسک کے پستول
سے نکلنے والی سرخ شعاع نے دیوار کے بھی
پرخچے اڑا دیئے اور وہ سب باہر نکل آئے
مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ
دور سے بے شمار گاڑیاں جن پر مسلح فوجی سوار تھے
ان کی طرف تیزی سے بڑھی چلی آ رہی تھیں

اسی لمحے چلوسک کی نظریں دیوار کے قریب
موجود دو موٹر سائیکلوں پر پڑیں۔ اس نے چیخ کر
اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"جلدی کرو! موٹر سائیکلیں سنبھال لو۔ ورنہ بے شمار
فوجی ہمیں مارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" اور
پھر اس نے اچھل کر خود ایک موٹر سائیکل سنبھال
لی۔ دوسری کو ملوسک نے سنبھالا اور پھر چلوسک
کے کہنے پر ڈمبالو نے بڑی پھرتی سے گلاب شہزادی

کو چلوسک کے پیچھے بٹھا دیا اور خود وہ اچھل
کر طوسک کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس وقت تک
جیپیں خاصی قریب آچکی تھیں اور پھر انہوں نے
موٹرسائیکل سٹارٹ کیے اور دوسرے لمحے موٹرسائیکل
بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

"یہ کیسے چلتا ہے؟ مجھے بھی سمجھاؤ۔" ڈمبالو نے
طوسک سے پوچھا۔ اور طوسک نے مختصر لفظوں
میں اُسے بتا دیا۔

اتنے میں جیپیں جو خاصی تیز رفتاری سے آرہی
تھیں خاصی قریب آچکی تھیں اور پھر انہوں نے
ان پر فائرنگ کھول دی۔ مگر ابھی چونکہ فاصلہ
کافی تھا اس لئے کوئی گولی ان تک نہ پہنچ
سکی۔ ادھر صورتحال یہ تھی کہ چونکہ چلوسک طوسک
دونوں موٹرسائیکل چلانے میں مصروف تھے اس لئے
وہ خود ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تھے
اور صورتحال خاصی خطرناک ہوگئی تھی کیونکہ جیپوں
کی رفتار خاصی تیز تھی اور کسی بھی لمحے جیپیں
اتنی نزدیک آسکتی تھیں کہ فوجی انہیں بڑی آسانی
سے مار گراتے۔ چنانچہ طوسک نے دل ہی دل میں

ایک فیصلہ کیا اور پھر اس نے ڈمبالو سے
مخاطب ہوکر کہا کہ وہ موٹرسائیکل چلائے۔ اور ڈمبالو
نے سر ہلاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بڑھاکر موٹرسائیکل
کا ہینڈل سنبھال لیا۔ طوسک نے پھرتی سے دونوں
ہاتھ ڈمبالو کے جسم سے لپیٹے اور پھر قلابازی
کھا کر ڈمبالو کی پشت پر آگیا اور اس کے
ساتھ ہی ڈمبالو آگے کھسک گیا۔ اب وہ آگے
تھا اور طوسک اس کے پیچھے۔ پہلے پہل تو ڈمبالو
کو موٹرسائیکل سنبھالنے میں مشکل پیش آئی مگر
طوسک کے سمجھانے پر وہ سنبھل گیا اور جلد ہی
وہ انتہائی مہارت سے موٹرسائیکل چلانے لگا۔ اس
کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے موٹرسائیکل
چلانے میں بیحد مسرت حاصل ہورہی ہے۔

اب جیپیں بھی قریب آگئی تھیں اور اب ان
کے پستولوں سے نکلنے والی گولیاں ان کے سروں
کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ مگر اب طوسک
کے ہاتھ آزاد تھے۔ اس نے پستول سنبھالا اور
پھر اس نے پہلا فائر شگون کے طور پر آسمان
کی طرف کیا اور پھر دوسری بار اس کے پستول

سے نکلنے والی شعاع نے ایک جیپ کو دھماکے
سے اڑا دیا۔ ڈمبالو نے پورا ایکسیلیٹر دبا دیا تھا
اس لئے اب ان کا موٹرسائیکل چلوسک سے قدرے
آگے تھا۔ پھر طوسک نے تاک تاک کر جیپوں
کو ختم کرنا شروع کردیا مگر جیپیں کافی تعداد
میں تھیں اس لئے وہ مسلسل آگے بڑھی چلی آرہی
تھیں۔ مگر اسی دوران ان کی موٹرسائیکل اس پہاڑی
کے قریب پہنچ چکی تھی جس کی دوسری طرف کالا جنگل
موجود تھا۔ اور پھر چلوسک نے موٹرسائیکل پہاڑی
پر چڑھا دی۔ چنانچہ اس کو دیکھکر ڈمبالو نے
بھی موٹرسائیکل اوپر چڑھا دی۔ طوسک ابھی تک
فائرنگ کرکے جیپیں تباہ کرتا چلا آرہا تھا۔ ابھی
ان کی موٹرسائیکلیں پہاڑی کی چوٹی سے دور ہی
تھیں کہ اچانک جیپوں سے فائرنگ رک گئی اور
طوسک نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی سیاہ رنگ
کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے آئی اور پھر
وہ پہاڑی کے دامن میں رک گئی اور اس میں
سے ایک بوڑھا آدمی جس نے سر پر تاج پہنا
ہوا تھا باہر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی دو فوجی بھی

باہر آگئے۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔
" اجنبی لوگو! رک کر بادشاہ سلامت کی بات
سن لو۔ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔"
اتنی دیر میں ان کے موٹرسائیکل پہاڑی کی چوٹی
پر پہنچ چکے تھے چنانچہ فوجی کی آواز سنکر چلوسک
رک گیا اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔
" سنو اجنبی لوگو! بادشاہ سلامت نے فرمایا ہے کہ
انہیں افسوس ہے کہ ان کے ولی عہد اور شہزادہ جابر
نے گلاب شہزادی کو اغوا کرنے کا جرم کیا ہے
بادشاہ سلامت نے فرمایا ہے کہ وہ اب اپنی سزا
کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے انہیں کوئی ملال نہیں
اور ان کا فرمان ہے کہ گلاب شہزادی کے باپ
کو ان کی طرف سے افسوس کا پیغام پہنچا دیں۔
آئندہ وہ خیال رکھیں گے کہ ایسی کوئی حرکت نہ
ہو"۔ فوجی نے چیخ کر کہا۔
" ہم بادشاہ سلامت کے مشکور ہیں۔ وہ واقعی
انصاف پسند اور رحمدل ہیں اور ہم گلاب شہزادی کو
اس کے شہر میں پہنچاکر واپس آئیں گے"۔ چلوسک
نے جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت کا فرمان ہے کہ اجنبی اور بہادر لوگ ضرور آئیں وہ شاہی مہمان ہوں گے"۔ اسی فوجی نے کہا۔

اور پھر بادشاہ سلامت ہاتھ ہلاتے ہوئے واپس کار میں سوار ہوگئے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گلاب شہزادی کو لیکر جنگل کی طرف بڑھنے لگے۔ گلاب شہزادی بیحد خوش تھی اور باربار ان کا شکریہ ادا کر رہی تھی اور پھر دو روز بعد وہ شہزادی کے شہر میں پہنچ گئے بادشاہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پورے شہر میں جشن کا اعلان کردیا۔ لوگ بھی شہزادی کی آمد پر بے حد خوش ہوئے۔

تین چار روز تک گلاب شہزادی کے مہمان رہ کر چلوسک ملوسک نے ان سے اجازت مانگی اور پھر تمام شہر کے لوگ گلاب شہزادی اور بادشاہ سمیت انہیں شہر کے دروازے پر الوداع کہنے کے لئے آئے۔

چلوسک ملوسک خوش تھے کہ انہوں نے ایک مظلوم کی مدد کی ہے اور ڈمبالو اس لئے خوش

تھا کہ اب وہ نئے شہر میں جاکر خوب اچھی طرح موٹر سائیکل چلائے گا۔ اُسے یہ سواری بے حد پسند آئی تھی۔

"ملوسک اس بار مجھے وہ زمینی جادو ضرور دکھانا یہ تو بہت ہی اچھا جادو ہے"۔ ڈمبالو نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں ہاں ضرور"۔ ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا اور چلوسک بھی ہنس پڑا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جب ڈمبالو کو پٹرول دکھاکر کہا جائے گا کہ یہ زمینی جادو ہے تو ڈمبالو ان سے ضرور لڑے گا کہ وہ اس کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔

ختم شد

WWW.PAKSOCIETY.COM
عمرو عیار کی ایک جان لیوا مہم
خاص نمبر
جادوگر عمرو عیار
مصنف
ظہیر احمد
شہزادی ساگن تارا ایک خوفناک جن زادی جس کا باپ جنوں کا بادشاہ تھا۔
سرخ ہڈی جس کے حصول کے لئے عمرو عیار اور شہزادی ساگن تارا دونوں ہی کوشش کر رہے تھے۔
جس کے حصول کے لئے عمرو عیار کو شیطانی وادی کے انتہائی ہولناک مرحلوں سے گزرنا پڑا۔
کالی چڑیل جس نے شہزادی ساگن تارا کی مدد کرنا چاہی مگر عمرو عیار نے شہزادی ساگن تارا کو اپنی زنبیل میں قید کر لیا۔ کیسے؟
سرخ ہڈی جس نے عمرو عیار کو جادوگر بنا دیا۔ دنیا کا سب سے بڑا جادوگر۔ مگر زنبیل نے سرخ ہڈی کو لینے سے انکار کر دیا —— پھر کیا ہوا؟
جادو طلسم کے خوفناک مراحل میں عمرو عیار کا شاندار کارنامہ
ایک یادگار کہانی جو آپ کو مدتوں یاد رہے گی
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان
چلوسک ملوسک سیریز میں انتہائی دلچسپ ناول
چلوسک ملوسک اور ٹارزن
مصنف مظہر کلیم ایم اے
چلوسک ملوسک اور دیوزاد ڈمبالو ٹارزن کے جنگل میں
ٹارزن نے ان کو اپنے جنگل سے فوری نکل جانے کا حکم دے دیا
ڈمبالو نے ٹارزن کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟
ڈمبالو اور ٹارزن کی خوفناک چیلنج لڑائی۔
ناقابل تسخیر ٹارزن اور دیوزاد ڈمبالو میدان میں کود پڑے۔
کیا ناقابل شکست ٹارزن دیوزاد ڈمبالو سے شکست کھا گیا؟
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں
شائع ہو گیا ہے ......
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY